قادیانیوں سے مناظرے اور مباھلے

جلال الدین ڈیروی

قادیانیوں سے مناظرے اور مباہلے

جلال الدین ڈیروی

متحدہ ہندوستان پر انگریزوں کا مکمل قبضہ ہونے سے قبل یہاں اہلسنت میں کوئی اختلاف موجود نہیں تھا۔مخالفین اسلام کو اچھی طرح معلوم تھا کہ مسلمانوں کو اس وقت تک میدان جنگ میں شکست دینا ممکن نہیں جب تک کہ ان میں اختلاف پیدا نہ کرا دیا جائے۔اس مقصد کے لیے سب سے پہلے تقویت الایمانی توحید کے مبلغین کا گروہ منتخب ہوا۔ان بدقسمت لوگوں نے تقویت الایمان صراط مستقیم اور تحذیر الناس جیسی کتابیں لکھ کر کسی لالچی شخص کے لیے دعویٰ نبوت کرنے کی راہ ہموار کی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ!''حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن صاحب تقویت الایمان نے توحید کی آڑ میں یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک آن میں کروڑوں نبی پیدا کر سکتا ہے دوسری کتاب ''صراط مستقیم'' میں شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنے مرشد کو براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام لیتے بتایا ہے،جبکہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی نے اپنی تصنیف ''تحذیر الناس'' میں لکھا ہے کہ!''اگر آج بھی کوئی نبی آجائے تو ختم نبوت پر کوئی فرق نہیں پڑتا'' ان دلائل کی بنیاد پر آنجہانی مرزا غلام احمد نے انگریزوں کی سرپرستی میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

اس نازک دور میں اہل سنت سخت آزمائش سے دوچار تھے۔ایک جانب انگریز ہندوؤں سے مل کر انہیں ہر شعبہ زندگی میں مفلوج کر کے اپنا غلام بنانے کی پالیسی پر عمل پیرا تھے۔دوسری طرف گمراہ فرقے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنا ہموا بنانے میں مصروف تھے اسکے علاوہ اس نئے قادیانی فتنے نے انکی مشکلات اور پریشانیوں میں مزید اضافہ کر دیا لیکن وہ گھبرائے نہیں ،ہمت نہیں ہاری،ہتھیار نہیں ڈالے۔تاریخ کے صفحات میں یہ شہادت موجود ہے کہ سُنّی علماء و مشائخ نے مسلسل انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف جہاد جاری رکھا۔کانگریسی مولویوں کا ہر موڑ پر پیچھا کر کے انہیں سکھ کا سانس نہیں لینے دیا ۔مرزا صاحب اور اسکے پیروکاروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔قلمی جہاد اور تقاریر کے علاوہ انکے ساتھ مناظرے اور مباہلے کیے اور مسلمانوں کو انگریزی نبی کی اُمت بن کر جہنم کا ایندھن بننے سے بچایا۔یہی وجہ ہے کہ سرمایہ کی فروانی اور حکومت وقت کی سرپرستی کے باوجود مرزائی گلشن اسلام کو اجاڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

مخالفین اہلسنت کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ ان کے اکابر نے مرزائیوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا لیکن تاریخی واقعات سے

اسکی تصدیق نہیں ہوتی مولوی اشرفعلی تھانوی کے ملفوظات میں ہے!

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آج کل قادیانیوں کی وجہ سے بڑا فتنہ ہورہا ہے ہر جگہ انکا مشن کام کررہا ہے ایک قادیانی چند مرتبہ تو میرے پاس اپنے مذہب کی کتابیں دکھلانے کو لاچکا اور مجھ سے زبانی گفتگو کرنا چاہتا تھا میں نے کہہ دیا کہ میں عالم نہیں ہوں اپنے مذہب سے پورا واقف نہیں، یہ باتیں تم ہمارے علماء سے پوچھو اور انہیں سے گفتگو کرو۔ (مولوی اشرفعلی تھانوی نے) فرمایا، یہی جواب مناسب ہے جتنے اہل باطل فرقے ہیں شب و روز اسی فکر میں رہتے ہیں اور اہل حق کے پیچھے پڑے رہتے ہیں پھر ان کے پاس اتفاق سے اشاعت اور تبلیغ کا سامان موجود ہے کافی سرمایہ ہے دوسرے ممالک میں تبلیغ کیلیے پہنچ گئے ،آج کل حق و باطل کو تو کوئی دیکھتا نہیں صرف ان باتوں کو دیکھتے ہیں کہ تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔۔۔اسی طرح مناظرہ کرنا بھی حق کا معیار نہیں ہوسکتا"(۱)

بالفاظ دیگر مرید اور مرشد دونوں اس بات پر متفق تھے کہ قادیانیوں کو اپنے باطل عقائد سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا یا ان سے مناظرہ کر کے مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کرنا وقت کا ضیاع ہے۔ جناب محمد اسماعیل پانی پتی نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ!

"ایک مرتبہ میں علی گڑھ میں صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب مرحوم وائس چانسلر یونیورسٹی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کسی قصبہ کے چند معززین اُن سے ملنے آئے اور اثنائے گفتگو میں کہنے لگے کہ جناب ہمارے قصبہ میں جب کوئی آریہ لیکچرار یا قادیانی مبلغ آتا ہے اور ہم شہر سے کسی دیوبند پاس مولوی صاحب کو اس سے مباحثہ کرنے کیلیے بلاتے ہیں تو مولوی صاحب نہ آریوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور نہ قادیانیوں کا"(۲)

اس میں شک نہیں کہ ہر تحریک میں سُنّی بریلوی حضرات بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں لیکن چونکہ ان بے نظیر کارناموں کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کر کے بڑے پیمانے پر ان کی تشہیر نہیں کی جاتی اس لیے قلم کے زور پر مخالفین ہیرو بن جاتے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ سُنّی اہل قلم اس جانب توجہ دیں اور بکھرے ہوئے مواد کو جدید انداز میں مرتب کر کے ہر تحریک کی مستند تاریخ منظر عام پر لائیں۔ زیر نظر مقالہ اسی جذبہ کا آئینہ دار ہے جس میں حروف تہجی کے لحاظ سے سُنّی قائدین کا قادیانیوں سے چند مناظروں اور مباہلوں کے چیلنج کا اجمالی تذکرہ نذر قارئین ہے۔

﴿آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظرے﴾

۱)　مولانا اسد علی خان مرحوم (جو امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے متاثر ہو کر قادیانیت سے تائب ہوئے تھے) قادیان گئے تھے اور مرزائے قادیان سے ملے تھے مرزا نے بیک وقت مسیح موعود اور کرشن کے اوتار ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا، مولانا اسد علی خان نے مرزا سے پوچھا کہ اگر آپ کی موت واقع ہو جائے تو آپ کا کریہ کرم کرشن کے اوتار کے طریقے پر ہوگا یا مسیح موعود کے انداز پر مرزا یہ سن کر لاجواب ہو گیا" (۳)

۲)　مرزا قادیانی کا مقابلہ ہر وقت علماء ظواہر کیساتھ رہتا تھا اگر چہ وہ ان سے بھی ہر وقت شکست کھاتا اور ذلیل ہوتا رہتا تھا مگر ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علیشاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مناظرہ کا ارادہ کیا، لیکن جب یہ مرد حق سامنے آیا تو مرزا بھاگ کھڑا ہوا اور جس قدر لوگ اسکی بیعت کیلیے تیار تھے اس کی ذلت ورسوائی دیکھ کر بدظن ہو گئے اور آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے (۴)

۳)　مرزا غلام احمد قادیانی دلی آیا اور اعظم خان کی حویلی کے نزدیک الف خان روشنائی والے کا مکان کرائے پر لیا مرزا صاحب مکان کے بڑے ہال میں تشریف فرما تھے اور ان سے پانچ گز پرے حکیم نورالدین الگ بیٹھے تھے۔ حیدر رضا نے مرزا صاحب سے چند سوال کیے، مرزا صاحب نے حکیم نورالدین سے کہا بھئی تم جواب دو میں تو اندر جا رہا ہوں حیدر رضا بولے حضرت ہم تو آپ کے جواب کے مشتاق ہیں اور سے ہمیں بات نہیں کرنی ہے۔ مرزا صاحب نے التفات نہیں فرمایا اور زنانخانے میں چلے گئے (ملا واحدی) (۵)

۴)　حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلفاء حضرت مولانا غلام احمد اخگر امرتسری مدیر "الفقیہ" امرتسر (۶) اور سید محبوب احمد شاہ المعروف چمن شاہ امرتسری نے بارہا قادیان میں جا کر مرزائی عقائد کی تردید فرمائی مرزا صاحب کو یا انکے کسی حواری کو ان حضرات کے مدمقابل آنے کی جرآت نہ ہو سکی (۷)

۵)　علامہ ابو الفیض محمد حسن فیضی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ علمی کارنامہ نا قابل فراموش ہے کہ آپ نے اعجاز و نبوت کے مدعی تفسیر قرآن اور عربی نویسی میں "انا ولا غیری" (ہمچو ما دیگرے نیست) کا ڈھنڈورا پیٹنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کو وہ شکست فاش دی کہ مرزا صاحب تا زیست علامہ صاحب کا سامنا کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ ہوا یوں کہ مرزا صاحب کے بلند و بانگ دعاوی اور الہامات کے پُر زور اعلانات سن کر علامہ فیضی ۱۳ فروری ۱۸۹۹ء کو مسجد حکیم حسام الدین (سیالکوٹ) میں بنفس نفیس تشریف لے گئے اور اپنا ایک بے نقط عربی قصیدہ (بلا ترجمہ) مرزا صاحب کو دکھایا جس میں لکھا تھا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو مجھے آپ کے الہام کی تصدیق کیلیے یہی کافی ہے کہ اس قصیدہ کا مطلب حاضرین کو سنا دیں۔ مرزا صاحب کافی دیر دیکھنے کے بعد جب کچھ بھی پتہ نہ چلا تو اپنے ایک فاضل حواری کو دے دیا مگر اس کے پلے بھی کچھ نہ پڑا، مقابلہ و معارضہ تو کجا انہیں تو مطلب بھی سمجھ نہ آیا اور نہ ہی قصیدے کو صحیح طور پر پڑھ سکے، آخر کار یہ کہہ کر قصیدہ واپس کر دیا کہ ہمیں تو اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا

آپ ترجمہ کر کے دے دیں۔

علامہ فیضی نے ۹ مئی ۱۸۹۹ء کو سراج الاخبار میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں یہ تمام واقعہ درج کر دیا اور آخر میں کھلے لفظوں میں مرزا صاحب کو چیلنج کیا!

''اخیر پر میں مرزا صاحب کو ایک اشتہار دیتا ہوں کہ اگر وہ اپنے عقائد میں سچے ہوں تو آئیں صدر جہلم میں کسی مقام پر مجھ سے مباحثہ کریں میں حاضر ہوں۔تحریری کریں یا تقریری۔اگر تحریر ہو تو نثر میں کریں یا نظم میں، عربی ہو یا فارسی یا اُردو، آیئے سنیئے اور سنائیے''

مگر مرزا صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور اس طرح چپ سادھی کہ کروٹ نہ بدلی۔بعد ازاں پھر مرزا صاحب کو ایک مکتوب ارسال کیا جو ۱۳ اگست ۱۹۰۰ء کو سراج الاخبار میں شائع ہوا اس میں آپ نے پھر مرزا صاحب کو دعوت مقابلہ دی اور واضح طور پر لکھا کہ!

''میں آپ کے ساتھ ہر ایک مناسب شرط پر عربی نظم و نثر لکھنے کو تیار ہوں تاریخ کا تقرر آپ ہی کر دیجیے اور اطلاع کر دیجیے کہ میں آپ کے سامنے اپنے آپ کو حاضر کر دوں''

اس دفعہ آپ نے جہلم کی قید بھی حذف کر دی اور مرزا صاحب کو اختیار دیا کہ جہاں چاہیں مقابلے کے لیے آجائیں لیکن ''ھل من مبارز'' کا بیانگ دھل اعلان کرنے والے مرزا صاحب اس چیلنج کو بھی حسب سابق پی گئے اور منقار زیر پر رہنے میں ہی عافیت سمجھی (۸)

۲) مرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو تحریری مناظرہ کی دعوت دی گئی۔۔مناظرہ کی تاریخ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء مقرر ہوئی چنانچہ جب مناظرہ کی تاریخ قریب آئی تو ہزار ہا مسلمان ملک کے گوشے گوشے سے لاہور پہنچنے لگے ہر طبقہ کے علماء و مشائخ اور اہل حق مسلمان دور و نزدیک سے جمع ہو گئے۔تمام مکاتب فکر بشمول (شیعہ، اہلحدیث، دیوبندی) نے قادیانیت کے محاذ پر اہلسنت و جماعت کی مایہ ناز علمی و روحانی شخصیت پیر سید مہر علیشاہ گولڑوی کو اپنا نمائندہ و سربراہ ہونے کا اعلان کیا۔۲۴ اگست کو حضرت نے مرزا کو ایک تار کے ذریعے راولپنڈی اسٹیشن سے اپنی روانگی کی اطلاع دے دی۔لاہور پہنچنے پر آپ کا والہانہ استقبال کیا گیا اور برکت علی اسلامیہ ہال میں آپ قیام پذیر ہوئے۔مرزا غلام احمد قادیانی کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب لاہور تشریف لا چکے ہیں تو اس نے لاہور آنے سے انکار کر دیا۔قادیانی جماعت کے بعض با اثر لاہوری مرزائیوں نے مرزا صاحب کو لاہور لانے کی بے حد تگ و دو کی مگر ناکام رہے جب قادیانی جماعت کا آخری وفد قادیان سے ناکام لوٹا تو اس جماعت میں انتہائی مایوسی اور انتشار پیدا ہو گیا بے شمار لوگوں نے اسی وقت تائب ہونے کا اعلان کر دیا (۹)

دیوبندی مکتب فکر کے مولانا اللہ وسایا صاحب اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں!

''مرزا قادیانی کو پیر صاحب کے سامنے آنے کی جرآت نہ ہوئی پیر صاحب کو قدرت نے ایسا رعب اور جلال نصیب کیا تھا کہ مرزا قادیانی ان کا نام سن کر تھر تھر کانپنے لگ جاتا تھا''(۱۰) حضرت قبلہ عالم نے روحانی چیلنج کیا کہ حسب وعدہ شاہی مسجد لاہور میں آؤ ہم دونوں اُس کے مینار پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا جو کاذب ہوگا مر جائیگا، مرزا صاحب نے جواب میں اس طرح چپ سادھی کہ گویا دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں(۱۱)

جناب ساجد علوی نے لکھا ہے کہ!

''ثقہ روایات شاہد ہیں کہ مرزا صاحب نے لاہور آنے سے پہلے ہی انکار کر دیا تھا۔ جب پیر صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قادیان جانے کیلیے تیار ہو گئے۔ مگر مسلمانوں کی اکثریت نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ جس سے پیر صاحب نے یہ سمجھا کہ یہی ارشاد باطنی ہے(۱۲)

حضرت قبلہ عالم (پیر سید مہر علی شاہ) قدس سرہ نے اس موقع پر ایک اور بات بھی فرمائی تھی جو بہت مشہور ہوئی اور مدت تک اس کا چرچا رہا آپ نے مرزا کی طرف سے تحریری مناظرہ کی دعوت اور اُن کی فصیح عربی اور زود نویسی کی تعلّی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ علمائے اسلام کا اصل مقصود تحقیق حق اور اعلائے کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے۔ فخر و تعلّی مقصد نہیں ہوتا ورنہ جناب نبی کریم ﷺ کی اُمت میں اسوقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ ڈالے۔ ظاہر ہے کہ اس سے اشارہ اپنی جانب تھا چنانچہ بعد میں اس چیلنج کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ دعویٰ از خود نہیں کیا تھا بلکہ عالم مکاشفہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے جمال با کمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے بھی کوئی بڑا دعویٰ کرتا تو اللہ تعالیٰ ضرور مجھے سچا ثابت کرتا ''کٹی کلے دے زور تے کدی اے'' یعنی بچھڑا کھونٹے کے بل پر ہی تو کودتا ہے(۱۳)

۲۷ اگست ۱۹۰۰ء کو برصغیر کے مسلمانوں نے قادیانیوں کے فرار پر حضرت پیر مہر علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں تاریخ کا پہلا جشن فتح منایا(۱۴)

۷) حضرت مولانا نواب الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب ہفتے عشرے بعد مرزا غلام احمد و حکیم نور الدین وغیرہ سے مناظرہ کرنے قادیان تشریف لے جاتے تھے تو لوگ کام چھوڑ کر جلوس کی صورت میں اس دلچسپ علمی معرکہ کو سننے کے

لیے بڑی بے تابی وشوق سے ساتھ ساتھ چلتے، وہاں جا کر مرزا قادیانی وحکیم نورالدین کو علمی طور پر زبردست پے درپے شکستیں دینے کے علاوہ بے حد مطعون بھی کرتے تھے۔ایک بار جب آپ علامہ مولانا نواب الدین قادیان تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں دیکھا کہ مسیلمہ قادیان حکیم نورالدین ودیگر ساتھیوں کے سامنے مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پڑھ رہا تھا اور مولانا روم کی تعریف کررہا تھا تو اس پر علامہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا کو کہا کہ مولانا روم تو حیات مسیح کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں!

عیسیٰ و ادریس چوں ایں راز یافت   برفراز گنبد چارم شناخت
عیسیٰ و ادریس بر گردوں شرند   زاں کہ از جنس ملائک آمرند

تو یہ سن کر مرزا نے جھٹ کہا یہ مولانا روم کی انفرادی رائے ہے تو اس پر علامہ نواب الدین نے فرمایا کہ کیا تمہاری رائے انفرادی نہیں اجماعی ہے کیا؟ تو لاجواب ہوکر مرزا نے جھٹ حکیم نورالدین سے کہا کہ بھئی مولانا کو چائے پلاؤ مگر مولانا نواب الدین نے نہایت حقارت سے اس پیشکش کو رد فرمایا(۱۵)

﴿مرزا کے پیروکاروں سے مناظرے﴾

۸) آریوں، عیسائیوں، مرزائیوں اور فرقہ ہائے باطلہ سے علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بیسیوں مناظرے ہوئے مخالفین عموماً ابتدائی گفتگو میں ہی ساکت وصامت ہوجاتے (۱۶)

۹) شیر بیشہ اہلسنت ابوالفتح مولانا محمد حشمت علی خان صاحب مناظر اسلام راوی ہیں کہ ایک روز بعد نماز عصر ایک قادیانی مناظر بغرض بحث ومباحثہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے خبیث دجال قادیانی کے کفر قطعیہ یقینیہ پیش فرمائے تو قادیانی مناظر لاجواب ہوگیا اور آخر کار عاجز ہوتے ہوئے کہنے لگا!

"وہ ہمارے حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب "البریۃ" میں لکھا ہے کہ خدا نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر بتلایا کہ تیرہ سو سال بعد تیرا ظہور ہوگا کیونکہ غلام احمد قادیانی کے عدد بھی تیرہ سو ہی ہیں اور جس وقت ہمارے حضرت (مرزا قادیانی) نے دعویٰ نبوت کیا تھا اس وقت بھی ۱۳۰۰ھ کا زمانہ تھا"۔

امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دجال کی اس تحریفانہ عددی حساب کے فوراً پرخچے اڑا دیئے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جامع علوم وفنون نے فرمایا!

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! ھل انبئکم علی من تنزل الشیطان تنزل علی کل افاک اثیمOیلقون السمع واکثرھم کذبونO کیا میں تمہیں بتادوں کہ کس پر

اترتے ہیں شیطان، اترتے ہیں بڑے بہتان والے گناہگار پر، شیطان اپنی سنی ہوئی ان پر ڈالتے ہیں اوران میں اکثر جھوٹے ہیں۔اس آیت مبارکہ کے عدد مبارک بھی پورے تیرہ سو ہیں تو گویا رب عزوجل نے اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ۱۳۰۰ھ میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا جس کے مشہور نام کے عدد بھی تیرہ سو ہوں گے، وہ بھی انہیں بڑے بہتان والے گنہگاروں میں سے ہوگا وہ ہرگز ملہم رحمانی نہ ہوگا بلکہ شیطانی ہوگا اوراس پر شیاطین اترا کریں گے اوراس پر شیطانی وحی نازل ہوا کرے گی اور وہ اکثر جھوٹے ہیں"(۱۷)

۱۰) حضرت غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! میں کمسن تھا ابھی داڑھی بھی نہیں اتری تھی کہ میں قادیان گیا اور قادیانی علماء سے مناظرہ کیا۔میں نے ان سے پوچھا کہ بخاری کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان بنایا، **فاکملھا** اس نے اسے مکمل اور حسین بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں اس کے حسن تعمیر پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش یہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں۔میں نے قادیانی علماء سے پوچھا کہ نبوت کی عمارت میں فقط ایک اینٹ کی گنجائش تھی جسے حضور سید عالم ﷺ نے پُر کردیا، اب تم بتاؤ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہاں ڈالو گے۔وہ سب سوچ میں پڑ گئے پھر ان میں سے ایک بولا عزیز بات یہ ہے کہ جب عمارت بنائی جاتی ہے تو اس کا پلستر بھی کیا جاتا ہے تو ہم مرزا کا پلستر کردیں گے، میں نے کہا تم مرزا کا پلستر بھی نہیں کرسکتے، سرکار نے فرمایا "**فاکملھا**" بنانے والے نے عمارت کو مکمل کردیا اور پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہوسکتی۔پھر ایک اور نے ہمت کی وہ کہنے لگا کہ دیکھو عزیز ٹھیک ہے پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہوتی مگر عمارت کا رنگ وروغن بھی تو کیا جاتا ہے، ہم مرزا کا روغن کردیں گے میں نے کہا! تم مرزا کا روغن بھی نہیں کرسکتے میرے آقا ﷺ نے فرمایا "**فاحسنھا**" بنانے والے نے عمارت کو حسین وجمیل بنایا اور عمارت کا حسن رنگ وروغن سے ہی ہوتا ہے میرے اس استدلال نے انکا ناطقہ بند کردیا (۱۸)

۱۱) مولانا سید سعادت علی قادری نے ایک انٹرویو میں بتایا! "مولانا شاہ احمد نورانی کے گزشتہ تبلیغی دوروں کے دوران (سرینام میں) مرزائیوں کا ایک عالم حضرت سے الجھ بیٹھا سمجھانے کے باوجود نہ سمجھا اور مناظرے کی نوبت آگئی وہ بیوقوف علم کی حقیقت سے آگاہ نہ تھا مولانا خود بھی نہیں چاہتے تھے کہ اس ہٹ دھرم بے وقوف سے مقابلہ کیا جائے لیکن ضد پر اڑا ہوا تھا، مقابلہ ہوا، مولانا نے پرخچے اڑادیئے اسکا حال برا ہوگیا پسینے میں شرابور کم بخت نے ۴۸ گلاس پانی پیا اور بھاگتے بن پڑی۔اس کیفیت کے بعد مناظرہ کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوسکتی ہے۔اس مناظرہ کے بعد مرزائیوں کی

بڑی تعداد تائب ہو کر مسلمان ہوگئی تھی اور ایک کہرام سا مچ گیا تھا۔(۱۹)

خود مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

"بیرونی ممالک میں متعدد بار قادیانیوں سے واسطہ پڑا ہے۔ نیروبی، دارالسلام، ماریشس اور لاطینی امریکہ میں سرینام، برٹش، گیانا اور ٹرینی ڈاڈ کے مقامات پر بھی سابقہ پڑا اور مناظرے بھی ہوئے، الحمدللہ ان مناظروں میں جو پانچ پانچ، چھ چھ گھنٹے جاری رہتے تھے مجمع عام میں قادیانیوں کو مکمل شکست دی قادیانیوں کا لندن سے رسالہ نکلتا ہے "اسلامک ریویو" اسکے ایڈیٹر سے ۱۹۶۸ء میں ٹرینی ڈاڈ میں مناظرہ ہوا جو ساڑھے پانچ گھنٹے چلتا رہا اور بالآخر وہ کتابیں لے کر بھاگ گیا"۔

دوسرا مناظرہ جنوبی امریکہ میں سرینام کے مقام پر ہوا، قادیانیوں کے مشہور مناظر موجود تھے، انہوں نے راہ فرار اختیار کی نیروبی میں مرزائی مناظر مبارک احمد کے نام سے تھا مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی لیکن وہ فرار ہو گیا اور اسطرح بے شمار مناظرے ہوتے رہے اور یہ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے اس طرح میں نے عقیدہ ختم نبوت ثابت کیا اور انکے کفر کو باطل کیا۔ الحمدللہ اسکے نتیجے میں اب تک ۶۰۰ قادیانیوں نے توبہ کی ہے اور یہ ان مناظروں اور راہ فرار اختیار کرنے کے بعد ہوا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ جھوٹے اور فریبی ہیں۔(۲۰)

۱۲) علامہ جلال الدین لبید بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں چونکہ عشق رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ لہذا انکا ہر فعل سنت نبوی کے مطابق تھا گستاخان رسول انام علیہ الصلوۃ والسلام کی بیخ کنی ان کا محبوب مشغلہ تھی انہوں نے مرزائیوں سے بہت سے مناظرے کیے اور انہیں شکست فاش سے دوچار کیا، ردمرزائیت میں انکا بہت سا کلام ہے۔(۲۱)

۱۳) مفتی شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں!

☆ ایک مناظرے میں قادیانی مناظر نے مجھ سے کہا "بتایئے نبوت نعمت ہے یا زحمت؟" میں نے کہا! نعمت، کہنے لگا بنی اسرائیل پر اللہ کی رحمت مسلسل برستی رہی ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور اسی طرح پے در پے نبی آتے رہے اور آپ اپنے آپ کو ختم نبوت کے عقیدہ کی وجہ سے خدا کی نعمت سے محروم کر رہے ہیں۔ میں نے جواب دیا! "بنی اسرائیل پر اللہ نے اپنی نعمت کو مکمل نہیں فرمایا تھا، باقساط نازل ہوتی رہی مگر اللہ نے ہم پر اپنی نعمت کو مکمل فرما دیا اور اپنی نعمت کاملہ محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرما دی اب اگر اسکے بعد بھی ہم اپنی طرف سے نبی بنانے لگے تو یہ قہر خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے تو گویا ہم نعمت خداوندی سے محرومی کا شکار نہیں بلکہ نعمت کاملہ سے مستفید ہونے کے باعث مسرور و شادماں ہیں"۔(۲۲)

☆ ایک قادیانی مناظر نے مجھ سے کہا کہ مفتی صاحب اگر آپ کی تقریر درست تسلیم کرلی جائے تو معنی یہ نکلیں گے کہ جس طرح اللہ اور رسول کی اطاعت سے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا تو اسی طرح صدیق، شہید اور صالح بھی نہیں بن سکتا ہے۔ بس صرف رفاقت کا اور معیت کا مستحق ہوسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ معنی کوئی بھی قبول نہیں کرے گا"۔ میں نے کہا! "درحقیقت اس آیت (اور جولوگ بھی اطاعت کریں گے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ (روز قیامت) ان لوگوں کیساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوکاروں کیساتھ اور یہ سب اچھے رفیق ہیں) میں صرف رفاقت و معیت ہی کا ذکر ہے، صدیق، شہید اور صالح بننے کا ذکر نہیں، اب رہی یہ بات کہ کوئی شخص اطاعت خدا اور رسول کی بدولت صدیق، شہید اور صالح بن سکتا ہے یا نہیں تو اس کے لیے قرآن میں بہت آیات موجود ہیں جو ہم آپ کی خدمت میں پیش کرسکتے ہیں، اب آپ کے ذمے یہ ہے کہ آپ قرآن کی کوئی ایسی آیت پیش فرمائیں جس میں کہا ہو کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی شخص دعا کرنے یا خدا اور رسول کی اطاعت کرنے سے نبوت ورسالت حاصل کرسکتا ہے۔ اگر کسی کی راہ پر چلنے سے راہ چلنے والا لازمی طور پر وہی بن جاتا ہے جس کی راہ پر وہ چل رہا ہے تب تو بڑی خرابیاں آئیں گی۔ آپ لوگ مرزا غلام احمد کی راہ پر اتنے عرصے سے چل رہے ہیں آپ مرزا جی کیوں نہیں بنے؟ خود انکے بیٹے اور خلیفے بھی مرزا جی نہ بنے۔ اور مرزا جی بننے کی ضرورت ہی کیا تھی آخر آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے راستے پر چل رہے ہیں (صراط اللہ العزیز الحمید) تو خدا ہی کیوں نہیں بن بیٹھتے ہیں؟ کیا کوئی عقلمند آپ کی اس منطق کو مان لے گا کہ انسان وزیر، یا بادشاہ کی راہ پر چل کر وزیر، سفیر یا بادشاہ بن جائے گا"۔ (۲۳)

۱۴) حضرت میاں (علامہ عبدالحق غورغشتوی) صاحب جہاڑ علاقہ تربیلہ میں مولانا محمد جان سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو مولانا محمد جان نے بتایا کہ! "میاں عبدالجبار مرزائی ساکن گندف سیداں ہزارہ ڈویژن نے مجھے ایک خط لکھا ہے کہ یا تو مرزائیوں کو کافر کہنا چھوڑ دو یا پھر ہم سے مناظرہ کرو"۔ اور مشورہ طلب کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے، حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ اس علاقے کے مفتی ہیں اگر آپ خاموش رہے تو عوام سمجھیں گے کہ مولوی عبد الجبار حق پر ہے۔ چنانچہ انہوں نے میاں صاحب کو ساتھ لیا اور بمقام گندف پہنچ گئے۔ عوام کو پتہ چلا تو گردونواح کے لوگوں کا ایک جم غفیر جمع ہوگیا۔ مولوی عبدالجبار اور اسکے حواری بار بار بلانے کے باوجود میدان مناظرہ میں نہ نکلے اور بالآخر اصرار شدید کے بعد شام ۴ بجے کے قریب اپنے حوایوں سمیت آپہنچے علماء نے متفقہ طور پر اہلسنت و جماعت کی طرف سے حضرت میاں صاحب کو مناظر منتخب کیا۔ مختلف سوالات و جوابات کے تبادلے کے بعد جب مولوی عبدالجبار کا بس نہ چلا اور علم کے اس کوہ گراں کے سامنے نہ ٹھہر سکا تو اپنی ندامت چھپانے کے لیے پشتو میں اپنے ساتھی سے کہنے لگا "خوڈیر ذوروو مُلاّ دے" (بھئی یہ مولوی تو کوئی آفت ہے) میاں عبدالحق نے فرمایا کہ مرزا کی گمراہیاں آپ کے سامنے پیش کردی ہیں آپ کی مرضی ہے کہ

اب راہ حق قبول کریں یا نہ۔ مولوی عبدالجبار مبہوت ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور یوں میاں صاحب کو کامیابی حاصل ہوئی اسکے بعد آپ نے لوگوں کے سوال پر فرمایا کہ جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے اسکی غمی اور شادی میں شرکت نہ کی جائے۔(۲۴)

۱۵) قیام پاکستان سے قبل مولانا عبدالرشید رضوی جھنگوی کا حیات مسیح کے موضوع پر بریلی میں مرزائی مناظر سے مناظرہ ہوا۔ مناظرہ کے بعد مرزائی کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی (۲۵)

۱۶) چار چر کھڑیوں والا کنواں مزنگ میں ایک دفعہ مرزائیوں کیساتھ مولانا مفتی عبدالعزیز کا زبردست مناظرہ ہوا۔ آپ کے معاون صرف ایک سُنّی عالم دین مولوی عبدالغنی تھے، آپ نے مرزائی مناظر کو لاجواب کر دیا(۲۶)

۱۷) حضرت سید غلام رسول شاہ ابوالکمال برقانو شاہی رحمۃ اللہ علیہ نے مذاہب مختلفہ قادیانیت، بہائیت، چکڑالویت، وہابیت کے علاوہ ہندو دھرم، عیسائیت اور یہودیت کا زوردار رد کیا۔ کئی ایک مناظرے کیے اور کئی سو مرزائیوں نے ہالینڈ، ڈنمارک اور ہیگ میں آپ کے ہاتھ پر مرزائیت سے توبہ کی (۲۷)

۱۸) ۱۹۲۴ء میں جب حضرت مولانا غلام مرتضیٰ قدس سرہ اور مولوی جلال الدین شمس قادیانی کے درمیان مسئلہ "حیات مسیح" پر مناظرہ ہوا تو مولانا غلام محمد گھوٹوی اہل اسلام کی جماعت کے صدر تھے۔ اس مناظرہ میں اسلامی مناظر مولانا مفتی غلام مرتضیٰ قدس سرہ کو زبردست کامیابی ہوئی اور قادیانی مناظر کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا (۲۸)

بعد میں اس مناظرہ کی روئیداد" الظفر الرحمانی فی کشف القادیانی "کے نام سے معرض تحریر میں آئی تو حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر زبردست تقریظ تحریر فرمائی۔(۲۹)

۱۹) ۱۴، ۱۵ جولائی ۱۹۰۸ء کو مفتی غلام مرتضیٰ میانی ضلع شاہ پور کا حکیم نورالدین قادیانی سے ابراہیم قادیانی کے مکان پر مناظرہ ہوا۔ حکیم نورالدین قادیانی پورے مناظرے میں لاجواب اور مبہوت رہا (۳۰)

۲۰) ڈاکٹر عبدالسلام کے والد مولوی محمد حسین دفتر ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز جھنگ میں ہیڈ کلرک تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کے تایا مولوی غلام حسین (۱۹۴۰ء میں) ریٹائر ہو کر جھنگ میں ہی اپنے آبائی مکان میں آ بسے تھے۔ یہ دونوں بھائی (مولوی محمد حسین اور مولوی غلام حسین) میرے ہمسائے تھے۔ ڈاکٹر فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ سے بھی انکی علیک سلیک تھی ۔ایک بار جھنگ شہر میں ڈاکٹر فریدالدین کا مناظرہ ان دونوں بھائیوں سے احمدیت کے موضوع پر ہوا میں اس مناظرہ میں موجود تھا اور پروفیسر صوفی ضیاء الحق بھی موجود تھے۔ تین دن مناظرہ جاری رہا۔ آخر کار یہ دونوں بھائی اس مسئلہ کو مان گئے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہندوستان میں تو کجا اس دنیا میں بھی نہیں آ سکتا ۔اس بات پر مرزائیوں میں یعنی احمدیوں (قادیانیوں) میں کھلبلی مچ گئی۔ اسے ڈاکٹر فریدالدین کی کھلی کرامت سمجھا گیا۔ قادیان میں اس سلسلہ میں فیصلہ کیا گیا کہ مولوی محمد حسین کو جھنگ سے کہیں ٹرانسفر کروایا جائے جہاں اسکی ملاقات ڈاکٹر فریدالدین سے نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر فرید

الدین جھنگ میں اکثر آتا جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین کو جھنگ سے ملتان ٹرانسفر کروادیا گیا (ڈاکٹر احسان صابر قریشی (۱۳)

۲۱) ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں کانویں والا میں مقیم تھے، ایک قریبی گاؤں صدیق آباد مرزائیوں کی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا جو کانویں والا سے فاصلے پر واقع تھا، مرزائیوں نے منصوبہ بنایا کہ کانویں والا کے زمینداروں کو کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھ ملالیں اور انکی سیاسی قوت کو اپنے تبلیغی مقاصد کے لیے استعمال کریں چنانچہ انہوں نے وہاں ٹھیکے لینے شروع کر دیے اور انکی آڑ میں تبلیغ کا کام کرنے لگے۔ جب ڈاکٹر فرید الدین کو مرزائیوں کے ان عزائم کا پتہ چلا تو انہوں نے مرزائیوں سے مناظرے کیے اور اپنے دلائل سے انہیں شکست فاش دے دی، اسطرح پورے علاقے کو مرزائیت کے فتنے سے بچالیا اور اگر ڈاکٹر صاحب یہاں تشریف نہ لاتے تو پورا علاقہ ربوہ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے مرزائیت کی ذد میں آجاتا (۳۲)

۲۲) ہمارے قصبہ سے جانب مشرق دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جس کا نام ڈھمئی ہے وہاں ایک گھر مرزائیوں کا ہے انہوں نے ایک مرتبہ ایک مبلغ بلایا جسکا نام مولوی محمد سلیم تھا اور جو پنجاب یونیورسٹی کا سند یافتہ مولوی فاضل تھا۔ مرزائیوں نے برلب سڑک کھلے میدان میں اپنا جلسہ رکھا، جس میں مولوی سلیم نے مسلمانوں کو چیلنج دیا کہ مجھ سے کوئی مناظرہ کرنا چاہے تو کر لے۔ میں نے مرزا غلام احمد کی صرف ایک کتاب درثمین ہاتھ میں لی اور مسلمانوں کے ایک ہجوم کے ساتھ ڈھمئی چل پڑا۔ میں

نے مولوی سلیم کو مخاطب کیا اور کہا! ''مولوی صاحب آپ نے مسلمانوں کو مناظرے کا چیلنج دیا ہے میں آگیا ہوں میں بتاؤں گا کہ مرزا صاحب جھوٹے تھے۔ مولوی سلیم کہنے لگا مگر تم تو پڑھ رہے ہو (طالب علم ہو) اور میں مولوی فاضل ہوں، یونیورسٹی کی سند حاصل کر چکا ہوں، تمہارے پاس اگر یہ سند ہو تو مجھ سے بات کر سکتے ہو ورنہ نہیں، میں نے کہا! جس کے پاس یونیورسٹی کی مولوی فاضل کی سند نہ ہو تو کیا وہ عالم نہیں ہوتا؟ مولوی سلیم کی زبان سے نکلا کہ! نہیں، وہ عالم نہیں ہوتا جاہل ہوتا ہے۔ میں نے کہا! تو پھر مرزا صاحب کے پاس بھی یہ سند نہیں تھی اور وہ مولوی فاضل نہ تھے لہذا وہ بھی جاہل ہوئے۔ میری اس بات سے مولوی سلیم گھبرا گیا اور مسلمانوں نے ایک زوردار نعرہ لگایا، میں نے پھر اسے بولنے کا موقعہ نہ دیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا! ''مسلمانوں یہ مولوی صاحب مرزا صاحب کو نبی ورسول بتا رہے ہیں حالانکہ خود مرزا صاحب کا اپنے متعلق کچھ اور ہی خیال ہے، یہ انہیں نبی ورسول بتلاتے ہیں اور وہ خود اپنے متعلق ہمیں جو سناتے ہیں وہ یہ ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مرزا کی کتاب ''درثمین'' کھولی اور انکا یہ شعر سنایا، مرزا کہتا ہے!

؎ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

دیکھیے !مرزا صاحب کہتے ہیں میں تو کرم خا کی یعنی زمین کا ایک کیڑا ہوں اور آدم زاد یعنی انسان کا بچہ نہیں ہوں آدم زاد کا ترجمہ میں نے بزبان پنجابی سنایا کہ میں بندے دا پُتر ہی نہیں۔ میرا یہ ترجمہ سن کر مجمع سے آواز آئی ''واقعی اونہیں کوئی کم وی بندے دیاں پُتراں والا نہیں کیتا'' درثمین کا یہ شعر سنا کر میں نے مولوی سلیم کو مخاطب کیا کہ آپ مرزا صاحب کو نبی و رسول بتا رہے ہیں اور مرزا صاحب خود اپنے انسان و آدمی ہونے کا بھی انکار کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں تو ایک کیڑا ہوں، میری مسلسل تقریر سے لوگ بہت خوش ہو رہے تھے مولوی سلیم بولا ،ٹھہرو ٹھہرو! حضرت مرزا صاحب کو یہ شعر حضرت داؤد علیہ السلام کے قول کے مطابق ہے جو زبور میں درج ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اپنے متعلق یہ کہا ہے اور یہ تواضع ہے مرزا صاحب نے تواضعاً ایسا کہا ہے۔ میں نے جواب دیا! زبور جو نزل من اللہ ہے اس پر ہمارا ایمان ہے مگر موجودہ زبور، توریت وانجیل محرف ہیں ان میں بہت سی باتیں الحاقی بھی ہیں، اس لیے آج کل محرف زبور کو ہم نہیں مانتے، ہمارے لیے حجت اگر ہے تو ارشاد قرآن نہ کہ محرف زبور کی کوئی بات۔ مولوی صاحب! آپ اگر مسلمان ہیں تو قرآن سنایئے زبور کا نام کیوں لیتے ہیں؟۔ میں نے پھر مولوی سلیم کو کچھ بولنے کا موقع نہ دیا اور جوش سے بیان کرتا رہا۔ مسلمانو! سنو! مرزا صاحب کس طرح آدمیت وانسانیت کی خودنفی کر رہے ہیں۔۔ یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے تواضعاً ایسا کہا ہے یہ بھی عجیب بات ہے، تواضع کی بھی کوئی حد ہوتی ہے تواضعاً یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ ''میں بہت بڑا گناہگار ہوں، عاجز ہوں، مسکین ہوں، مگر یوں کوئی نہیں کہتا کہ ''میں بڑا حرامی ہوں، بدمعاش ہوں، بے دین ہوں یہ کوئی تواضع نہیں یہ تو حماقت و جہالت ہے۔ مرزائیوں کا رنگ اڑ گیا ۔یہ عالم دیکھ کر وہ اپنے میز کرسیاں اٹھانے لگے اور چند ایک جو تھے وہ اپنے مولوی کو لے کر چلنے لگے مجھے مسلمانوں نے اپنے کندھوں پر سوار کر کے نعرے لگانے شروع کیے (مولانا ابوالنور محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ۔(۳۳)

۳۴) علامہ مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مرتبہ ایک مرزائی سے گفتگو ہوئی۔ اس نے اجرائے نبوت پر بات چھیڑنی چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ اجرائے نبوت سے مرزا کا نبی ہونا تو لازم نہیں آتا۔ اگر بالفرض اجرائے نبوت ثابت ہو بھی جائے تب بھی اس پر گفتگو کرنی پڑے گی کہ مرزا نبی ہوسکتا ہے یا نہیں، تو کیوں نہ پہلے مرزا کی نبوت پر گفتگو کر لی جائے، پھر آپ نے فرمایا جس شخص کے کلام میں تضاد، جس کی ہر پیشگوئی غلط اور جھوٹی جس کے اخلاق وعادات میں فسق وفجور جس کی زندگی کفار کی مدد کے سہارے اور انکی خوشامد میں گزری، جس نے نبیوں پر طنز اور استہزاء کے فقرے چست کیے اور جو شخص ساری عمر صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی شان میں بدگوئی کرتا رہا، ایسا شخص تو ایک باکردار مسلمان بھی نہیں کہلایا جاسکتا چہ جائیکہ اسکے بارے میں نبوت کا عقیدہ رکھا جائے۔ مرزائی عالم کے پاس اس بات کا تو کوئی جواب نہ تھا وہ بار بار اجرائے نبوت پر گفتگو کیلیے اصرار کرتا رہا، بالآخر اس پر بحث کو ختم کرنے کیلیے اجرائے نبوت پر گفتگو کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے اور حضور نے اسکی تفسیر فرمائی ''لا نبی بعدی ولا رسول بعدی'' میرے بعد نہ کسی کی بعثت ہوسکتی ہے

نہ رسول کی اس نے کہا بعض لوگوں کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے آپ نے فرمایا حضور ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں تم بعض لوگوں کے اقوال پیش کرتے ہو، اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ حضور کے بعد کوئی غیر تشریعی نبی آسکتا ہے تو کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث لاؤ جو "لا نبی بعدی ولا رسول بعدی" کے عموم کو توڑ سکے۔ بعض لوگوں کے اقوال میں تو یہ طاقت نہیں کہ وہ حدیث رسول کے مزاحم ہوسکیں وہ کہنے لگا! کیا آپ بزرگان اُمت کو نہیں مانتے؟ آپ نے فرمایا! تم بزرگان اُمت کی بات کرتے ہو حضور ﷺ کے فرمان کے مقابلہ میں اگر کسی نبی کا قول بھی آجائے تو میں وہ بھی نہیں مانتا، وہ کہنے لگا حضور نے اپنی مسجد کو خاتم المساجد فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا! دکھلاؤ لیکن وہ سعی بسیار کے باوجود وہ حدیث نہ دکھا سکا۔ (۴۴)

۲۴) مرزائیوں سے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دو مناظرے بہت مشہور ہیں جن میں سے ایک بدایوں اور دوسرا آپ کے آبائی قصبہ دیال گڑھ میں ہوا۔ بدایوں کے مناظرے کے عینی شاہد مولانا مفتی عزیز احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مناظرے کی روداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

> "ضلع بدایوں کے ایک قصبے جگت میں ایک شخص مرزائیت کی تعلیم پا کر آیا اور فتنہ مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی اس فتنے کی سرکوبی کے لیے حضرت مولانا محمد سردار احمد تشریف لائے، آپ نے مرزائی سے گفتگو کی، مرزائی نے جس طرح کہ انکی عادت ہے ایک کاپی سے دیکھ دیکھ کر سوالات کرنے شروع کر دیے، حضرت مولانا محمد سردار احمد نے اسے نہایت ہی مسکت جواب دیئے بالآخر اس نے یہ کہہ کر راہ فرار اختیار کی کہ میری ایک اور نوٹ بک جس میں سوالات لکھے ہوئے ہیں مل گئی تو آپ سے مزید گفتگو کروں گا اس طرح اس نے راہ فرار اختیار کی اور اہلسنت و جماعت کے مناظر مولانا محمد سردار احمد صاحب کو فتح عظیم حاصل ہوئی (رحمۃ اللہ علیہ)"

حضرت محدث اعظم کے آبائی قصبہ دیال گڑھ ضلع گورداسپور کے ایک مرزائی نے آپ کو مناظرہ کا پیغام بھیجا، آپ نے قبول کر لیا اس نے اپنے معتمد مرزائی مناظر اکٹھے کر لیے اور کہلا بھیجا کہ ہمارے مناظر آپ کی مسجد میں آکر آپ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں، آپ نے جواب دیا کہ مرزائی چونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے ہم انہیں اپنی مسجد میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے مسجد کے قریب ہی ایک کھلے میدان کو جائے مناظرہ قرار دیا اور مرزائیوں کو بلا بھیجا مرزائی مناظر بڑے طمطراق سے آئے کافی کتابیں اپنے ساتھ لائے تھے، حضرت محدث اعظم نے بطور حوالہ ایک کتاب پیش کی اور مرزائی مناظرین کو دعوت دی کہ کم از کم اس حوالہ کو صحیح پڑھ دو، چنانچہ ان میں سے کوئی بھی حوالہ کی عبارت کو

نہ پڑھ سکا۔ مجمع پر واضح ہو گیا کہ مرزائی جھوٹے ہیں اور حضرت مولانا سردار احمد حق پر ہیں۔ شکست خوردہ مرزائی بھاگ گئے اور گاؤں کے باہر کماد کی فصل میں جا کر چھپ گئے۔ وہاں بیٹھ کر گفتگو کرنے لگے کہ مولوی سردار احمد تو (نعوذ باللہ) جادوگر معلوم ہوتا ہے۔ اسکا جادو ہم پر ایسا چلا کہ ہم قطعاً لاجواب ہو گئے۔ محدث اعظم کا ایک مرید وہاں بیٹھا اسکی گفتگو سن رہا تھا اس نے آ کر آپ کو انکے درمیان ہونے والی ساری گفتگو سنائی۔ (۳۵)

۲۵) ایک قادیانی مبلغ مولوی احمد بخش مولوی فاضل ساکن رن مل نے حضرت مولانا سید محمد شاہ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے علاقہ میں تبلیغ شروع کر دی آپ کو معلوم ہوا تو اسے مناظرہ کا چیلنج کیا، چنانچہ عید الفطر کے دن عید کے بعد دربار حضرت نوشہ گنج رحمۃ اللہ علیہ ساہن پال شریف، رن مل، کوٹ گگے شاہ، سارنگ، اگردیہ اور بھاگٹ وغیرہ مواضعات کے لوگ اس جلسہ میں شریک ہوئے تھے اور مشائخ میں سے پیر محمد شاہ ولد پیر گوہر شاہ سلیمانی نوشاہی، سید علی احمد، سید محمد حسین اور سید نیاز محمد صاحب وغیرہ موجود تھے۔ مرزائی مبلغ بالکل لاجواب ہو گیا اور راہ فرار اختیار کر گیا (۳۶)

۲۶) حضرت قاضی محمد عبدالسبحان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ بیگم پورہ گجرات میں ایک سال مدرس رہے اس دوران قادیان سے آنے والے ایک مرزائی مناظر کیساتھ آپکا معرکۃ الآراء مناظرہ ہوا جس میں مرزائی مناظر نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں اپنے زعم کے مطابق ۱۷ آیات قرآن پاک اور ۱۳۶ احادیث نبویہ پیش کی تھیں مگر اللہ کے فضل کرم سے مرزائی مناظر نے مناظر اسلام حضرت قاضی عبدالسبحان صاحب سے اس مناظرہ میں بُری طرح شکست کھائی اور لاجواب ہوا، یاد رہے کہ یہ مناظرہ موضع کالرہ نزد شہر گجرات میں ہوا تھا، جہاں پر کئی گھر مرزائیوں کے تھے۔ (۳۸)

۲۷) ۱۹۴۶ء میں مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے کنری (سندھ) کے مقام پر قادیانیوں سے مناظرہ کیا، حقائق و دلائل کی روشنی میں آپ نے ''ختم نبوت'' کے اجماعی عقیدہ پر علماء حق کی جانب سے اتنا عظیم مناظرہ کیا کہ قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی، آج بھی قادیانیوں کی شکست کا تحریری اعتراف لاہور میں موجود ہے (۳۸)

۲۸) ۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ ایک مرتبہ ایک مرزائی مولوی کتابوں کا گٹھا اُٹھائے حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ادا فرما رہے تھے۔ اس نے کہا! میں چند مسائل میں تبادلہ خیالات کرنے آیا ہوں، آپ نے فرمایا! مجھے نماز سے فارغ ہونے دو جب چار رکعت پڑھ کر آپ نے سلام پھیرا تو کہنے لگا آپ لوگ گفتگو سے کیوں جی چراتے ہیں، میں محض دین اسلام کی خدمت کے لیے آیا ہوں اور آپ میرے ساتھ کلام نہیں کرتے۔ آپ نے روضہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا! اللہ والے کہ جنھوں نے اپنی تمام زندگی اسکی رضا پر گزاری اور عالم فانی سے اوجھل ہوئے تو صدیوں سے ان کی خاک بوسی ہو رہی ہے وہ حق پر نہیں تھے؟ اور کوئی گورداسپور سے آجائے تو وہ حق والا ہے؟ یہ فرمایا اور نماز میں مشغول ہو گئے، جب دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرا تو

خطاب فرمایا کہ! جو بھی بحث کرنا چاہے اب موقع ہے کھلے دل سے تبادلہ خیالات کر لے۔اس فرمان سے اُس کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا! بس اب میرا گھر پورا ہو گیا ہے سوچنے سے معلوم ہوا کہ واقعی جن مقبول کو گوں کی مدتوں سے خاک بوسی ہو رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوا تو ان کا چرچا ہوا ہے۔یہ کہا اور بیعت ہو گیا۔آپ (حضرت شیخ الاسلام سیالوی نور اللہ مرقدہ) فرماتے ہیں کہ وہ شخص بعد میں مرزائیوں کے خلاف بہترین مناظر بنا کیونکہ مرزائی مذہب سے تو پہلے واقف تھا، انکے گھر کا بھیدی تھا، اس لیے وہ اس سے بھاگتے تھے۔(۳۹)

۲۹) میرا ایک ملنے والا احسان جسکا باپ ملک خدا بخش، مرزا بشیر احمد خلف الرشید میاں غلام احمد بانی سلسلہ قادیانیہ (مرزائی) کا سیکرٹری تھا۔ مجھے وہ بہت تنگ کیا کرتا کہ بشیر صاحب سے بات چیت کرو، آخر تنگ آ کر میں ایک دن اُسکے ساتھ ہو لیا، مرزا بشیر احمد صاحب اُن دنوں اپنے کسی عقیدت مند کے گھر ریگل سینما کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے جب اُن سے بات چیت شروع ہوئی تو مجھے اپنی بے اثباتی پر بڑی شرم سی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ مرزا بشیر صاحب علی گڑھ کے بی اے تھے۔دوسرا ایک بڑی جماعت کے لیڈر اور امیر کبیر آدمی تھے اور میں کم علم تھا دوسرا عام سا آدمی اور غربت کا احساس بھی ۔پھر بھی ہمت کر کے میں نے انہیں کہا کہ یہ آپ کا مرید احسان مجھے بہت کچھ سمجھتا ہے مگر مجھے سمجھ نہیں آتا۔وہ کہنے لگے میں سمجھتا ہوں تم سوال کرو قدرت خدا کی میرے ذہن میں یہ سوال آیا کہ ولی کے تصرف میں یہ ہے کہ اس کے سامنے جو بھی آئے وہ یہ جانتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اُس تک کتنے لوگ اُس کے خاندان میں آئے، کتنے جنتی اور دوزخی تھے اور مرنے کے بعد اُس کا ٹھکانہ کیسا ہو گا۔اب آپ یہ بتائیں کہ میرا باپ دادا یا اُنکے دادا کا نام کیا تھا، کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟ یہ سوال میں آپ سے اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ دوسرے لوگ آپکو برگزیدہ سمجھتے ہیں۔ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ہماری بحث رہی مگر وہ میرے اس سوال کا جواب نہ دے سکے، عین اُس وقت جب میں اُدھر موجود تھا حضرت مولانا الحاج قبلہ میاں غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ قلعہ گوجر سنگھ تشریف لائے اور فرمانے لگے، نذیر بہت بری جگہ پھنس گیا ہے مگر میں اسکے ساتھ ہوں میاں صاحب یہ فرماتے جاتے اور ٹہلتے جاتے آخر جب ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ کی بحث کے بعد میں وہاں سے نکلا تو آپ فرمانے لگے وہ وہاں سے بچ گیا ہے اور واپس آ رہا ہے یہ تمام واقع بعد میں پتہ چلا تو بالکل وہی ٹائم تھا جب میں مرزا بشیر کے ساتھ بحث میں شریک تھا۔(محمد نذیر ہجویری سہروردی)(۴۰)

۳۰) ایک دفعہ مجھے مرزائیوں سے مناظرہ کرنا پڑا موضع جوڑا میں مرزائی لوگ اپنے مناظروں کو بلا لائے اور تاریخ مقرر کر دی میں نے غلام مصطفےٰ کو چند علماء اہلسنت بلانے کے لیے بھیج دیا تا کہ علماء کرام موقع پر پہنچ کر تعاون فرمائیں گے۔ابھی ایک دن مناظرہ سے رہتا تھا اور مولوی غلام مصطفےٰ بھی اسوقت تک نہ آئے اور نہ ہی کوئی عالم دین پہنچا تھا۔مجھے سخت تفکر و پریشانی لاحق ہوئی، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک موٹر کار آئی، میں نے سمجھا شاید مولوی غلام مصطفےٰ صاحب کسی عالم دین کو لے کر

آئے ہیں لیکن جب دیکھا تو مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، مجھے بہت خوشی ہوئی دوڑ کر ملاقات کی تو انہوں نے پوچھا خیر تو ہے؟ بتایا خیر ہے آپ کیسے تشریف لائے ہیں فرمایا! مجھے خیال آ گیا کہ اپنے بچے کو جا کر مل آؤں۔ جب مناظرہ کے متعلق خبر دی تو فرمایا! مجھے لسی پلاؤ ان سالوں سے نپٹ لیں گے۔ صبح کو فرمایا! کتب خانہ کھولیں چنانچہ کتب خانہ سے قادیانیوں کی ایک کتاب اٹھائی، وہیں کھڑے کھڑے اسے مطالعہ فرمالیا اور تیاری کا حکم دیدیا۔۔۔ مناظرہ کی جگہ پر پہنچے تو وہاں مولوی غلام مصطفٰے صاحب دوسرے علماء کو بھی لے کر پہنچ گئے تھے، مخالفین نے خوب تیاری کر رکھی تھی اسٹیج لگے ہوئے تھے۔ مولانا کو صدر منتخب کیا گیا، مناظرہ کے لیے ایک مولوی صاحب مقرر ہوئے قادیانیوں کا مناظر کھڑا ہوا اس نے مناظرہ کا موضوع بتایا کہ "حیات عیسیٰ علیہ السلام" پر بحث ہوگی یہ اعلان سنتے ہی مولانا خود کھڑے ہو گئے اور مخالفین کو خطاب فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مغالطہ دور کرنا مقصود ہے یا مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کا ثبوت درکار ہے، اگر یہاں انبیاء علیہم السلام کی حیات کے منکر موجود ہیں تو بتایئے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر محمد مصطفیٰ ﷺ تک تمام انبیاء علیہ السلام کی حیات ثابت کرتا ہوں۔ مخالفین سے پوچھیں کیا انبیاء علیہم السلام کی حیات پر شک وشبہ ہے اگر ہے تو اسکا جلد ہی ازالہ کر دیا جائے گا یا یہ اس لیے آئے ہیں کہ مرزا قادیانی کی نبوت کے جھوٹے ہونے کا اعلان سنیں حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات کے ثبوت یا عدم ثبوت سے مرزا قادیانی کی صداقت کا کیا تعلق ہے۔ اگر حیات مسیح ثابت ہو جائے تو گورداسپور کے ضلع میں نبی نہیں آسکتا اور اگر نہ ثابت ہو تو ضلع گورداسپور میں قادیانی کا دعویٰ صحیح ہوسکتا ہے آخر بتائیں تو سہی اس بحث سے مرزائی مذہب کا کیا تعلق ہے؟ کس کس ہستی کی حیات میں ثابت کروں کیا عوام الناس کی برزخی زندگی یا مومنین اولیاء اللہ اور پھر انبیاء علیہم السلام کی؟ اس میں تو کوئی مسلمان شک وشبہ کر ہی نہیں سکتا، اس مضمون سے سامعین کو ایسا متاثر کیا کہ ہر ایک کو یقین ہو گیا کہ اب مخالفوں کو مقابلہ کی تاب نہ ہو سکے گی، بالآخر قادیانیوں کو ایسی شکست فاش دی کہ ذلیل ہو کر وہاں سے چلے گئے (ملفوظ شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ)(۴۱)

۳۱) محمدی بیگم کے قصبہ پٹی میں مرزائیوں سے حضرت مولانا نواب الدین سکتوہی رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ ہوا تو فریق مخالف آنکھ ملا کر بات کرنے سے گریزاں تھے۔ آپ نے متعدد بار گونج دار لفظوں میں فرمایا کہ! ادھر میری طرف دیکھو مگر وہ آنکھ نہ ملاتے تھے، ہجوم میں کسی نے کہا کہ حضرت انکا خیال ہے کہ آپ کی آنکھوں میں سحر ہے تو حضرت نے فرمایا!

تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا ۔۔۔ دہلوی ہے داغ بنگالی نہیں (۴۲)

۳۲) غالباً ۱۹۶۹ء کا واقعہ ہے کہ پاکپتن شریف کی درگاہ میں والد صاحب (حضرت مولانا نواب الدین سکتوہی رحمۃ اللہ علیہ) سے جو مناظرہ ہوا تھا اس میں والد صاحب نے لٹھ سے کام نہ لیا تھا شاید یہ اس لیے کہ یہ ان کے پیرو مرشد کی درگاہ تھی۔ اُسوقت پاکپتن شریف کی جامع مسجد کے خطیب ایک تبحر عالم دین مولانا عبدالحق صاحب تھے جو یہیں کے

بڑے زمیندار بھی تھے۔مرزائیوں سے شرائط مناظرہ طے کرنے کیلیے مولانا صاحب تشریف لے جانے لگے تو میں بھی انکے ساتھ ہو گیا،مرزائی بڑے کروفر کیساتھ آئے تھے،میں انکی کتابوں کے انبار اور انکا کروفر دیکھ کر مرعوب ہو گیا،دل میں یہ خیال گزرنے لگا کہ میرے والد صاحب کے پاس تو کوئی کتاب نہیں وہ کیسے مناظرہ کریں گے چنانچہ جب میں نے اپنے اس تاثر کا والد صاحب سے اظہار کیا تو وہ ہنس پڑے اور مولانا عبدالحق صاحب سے فرمانے لگے کہ دیکھو! مظہر کیا کہہ رہا ہے،پھر مولانا سے فرمایا اس لڑکے کو سمجھاؤ کہ مناظرہ کتابوں سے نہیں تائید ربانی سے ہوتا ہے اور الحمدللہ یہ ہمیشہ میرے شامل حال رہا ہے میں نے زندگی میں ارباب باطل سے تمام مناظرے کتاب کے بغیر کیے ہیں۔یہاں یہ ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مرزائیوں نے عام دستور کے خلاف پاک پتن شریف کے مناظرے میں والد ماجد کے مقابلے کیلیے کہن سال اور گرگان باران دیدہ کی بجائے نوجوان مناظروں کو بھیجا جو والد ماجد کے تبحر علمی،زور خطابت،شخصیت،ذہانت وفطانت اور شجاعت وبہادری سے قطعی طور پر نا آشنا تھے،ان نوجوانوں کے سرخیل تین مناظروں کا نام تو مجھے اب تک یاد ہے،جلال الدین شمس،عبدالرحمٰن اور سلیم۔الحمدللہ اس مناظرے میں ۳۰ آدمیوں نے مرزائیت سے توبہ کی اور والد صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔(حافظ مظہر الدین)(۴۳)

واضح رہے کہ فاتح قادیانیت مولانا نواب الدین سنکوہی رحمۃ اللہ علیہ کو امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نور اللہ مرقدہ نے بھی خرقہ خلافت عطا کیا تھا۔(۴۴)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علامہ نواب الدین چشتی شیر پنجاب وفاتح مرزائیت اور سیف الاسلام ہیں انہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔(۴۵)

﴿مباہلے﴾

۳۳) افریقہ کی سرزمین پر ۱۸۹۸ء میں اہلسنت کے ایک عظیم مجاہد مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے قدم رکھا اور یورپ براعظم کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں سے منور کیا،زیادہ وقت انکا کینیا اور اسکے قرب وجوار کے علاقہ میں گزرا،ہزاروں افراد انکے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔کینیا میں قادیانیوں سے بھی بڑا زبردست معرکہ رہا یہاں تک کہ مباہلہ کی دعوت دی گئی،مباہلہ ہوا اور بہت سے قادیانی ہلاک ہوئے۔(۴۶)

۳۴) اخیر رجب ۱۳۱۴ھ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے رسائل اربعہ فقیر (مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ) کو بھیج کر دوسرے علماء کرام کیساتھ فقیر کو بھی مباہلہ کیلیے قسمیں دے کر بلایا اور مباہلہ سے بھاگنے والوں کو ملعون بتایا،فقیر نے بہ نظر صیانت عقائد اہل اسلام مرزا جی کو قبولیت مباہلہ لکھ کر بھیج دیا ۱۳۱۴ھ تاریخ مقرر کر کے مع اپنے دونوں فرزندوں کے ۲ شعبان وارد لاہور ہوئے جس پر مرزا صاحب کی طرف سے حکیم فضل دین لاہور میں آیا اور ایک مجمع کثیر کر کے مسجد مُلا مجید

(واقع چہل بیبیاں موچی دروازہ) فقیر پر معترض ہوا کہ حضرت مرزا صاحب نے آپ کی یہ غلطی نکالی ہے کہ مباہلہ قرآن میں صیغہ جمع ہے اور آپ تنہا کیونکر کر سکتے ہیں؟ فقیر نے اسی مجمع میں اپنے رقعہ قبولیت مباہلہ سے اپنے فرزندوں کی شمولیت سے اپنا جمع ہونا ثابت کر دیا بلکہ اسوقت دونوں کو روبرو کر دکھایا جس پر مسیح موعود اور اس کے حواریں کی غلطی مانی گئی، پھر ظہور اثر مباہلہ کیلیے مرزا جی نے ایک برس معیاد رکھی تھی، فقیر نے بدلیل قرآن وحدیث اٹھانا چاہا اس پر حکیم مذکور اور مرزا صاحب نے ہٹ کی، جس پر فقیر نے ۱۴ شعبان کو اشتہار شائع کیا اور معیاد ۲۵ شعبان مقرر کی اور اخیر شعبان تک منتظر رہا۔ اور امرتسر جا کر مرزا جی کو قادیان سے بلایا وہ مباہلہ کے لیے نہ آئے اور اشتہار مورخہ ۲۵ شعبان بجواب اشتہار فقیر اس مضمون کا شائع کیا کہ تمام احادیث صحیحہ سے ظہور اثر مباہلہ کی معیاد ایک سال ثابت ہے اور ہر مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں اور میری تکفیر کرنے والے تقویٰ اور دیانت کو چھوڑنے اور مجھ کو باوجود کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونے کے کافر ٹھہراتے ہیں، اسکے جواب میں فقیر نے پندرہ اکابر علماء اہلسنت لاہور، قصور اور امرتسر سے بدلیل قرآن کریم تصدیق کرایا کہ مباہلہ شرعی میں کوئی معیاد سال نہیں ہے، مرزا قادیانی نے محض بغرض دھوکہ دہی جواب کا جہل وطیرہ قید ایک سال لگائی ہے۔ جب مرزا صاحب کسی مباہلہ، مباحثہ، مناظرہ اور مفاہمہ کے لیے تیار نہ ہوئے تو مولانا غلام دستگیر قصوری نے ان الفاظ میں دعا کی!

> ''اے مالک الملک جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع الانوار کی دعا و سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غرق کیا تھا ویسا ہی دعا والتجا اس قصوری کان اللہ لہ سے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید حق الوسع ساعی ہے مرزا قادیانی اور اسکے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق عطا فرما اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو اس آیت قرآنی کے بنا ''فقطع دابر القوم الذین کفروا'' (۴۷)

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کی جڑ (مرکز قادیان) کو ختم کرنے کی التجا کی تھی یہی وجہ ہے کہ یہ مرکز سے کٹ گیا ہے۔ (۴۸)

۳۵) مولانا کوکب نورانی بنام موجودہ سربراہ جماعت احمدیہ، مجھے ۲۲ اگست ۱۹۸۸ء کو رجسٹر پوسٹ سے ایک ملفوف رجسٹری بتاریخ ۱۸ اگست ۱۹۸۸ء از طرف رشید احمد چوھدری پریس سیکرٹری احمدیہ (غیر مسلم) ایسوسی ایشن یو کے دعوت مباہلہ کے پمفلٹ اور ایک تحریر کے عکس کیساتھ ملا ہے جس کے جواب میں یہ تحریر رجسٹر پوسٹ سے بھیجی جارہی ہے، واضح ہو کہ یہ فقیر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور اکرم، رحمت عالم، شفیع معظم، فخر عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ سبحانہ کے آخری نبی ہیں، مرتبہ نبوت انکی ذات بابرکات پر ختم ہو گیا اور تا قیام قیامت انہی کا دور نبوت ہے انکے بعد ہر مدعی نبوت یقیناً دجال و کذاب ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی بلاشبہ دجال و کذاب تھا اور اس کے ماننے والے تمام قادیانی، مرزائی، احمدی اور لاہوری پارٹی والے

سب خارج از اسلام ہیں یہ خادم اہلسنت ۱۹۸۶ء میں قادیانیوں اور تمام باطل فرقوں کے سرکردہ افراد کو دعوت مباہلہ دے چکا ہے، الحمد للہ کہ یہ فقیر ہنوز اپنی دعوت پر قائم ہے، مورخہ یکم اگست ۱۹۸۸ء کے روزنامہ جنگ کراچی اور روزنامہ نوائے وقت کراچی میں اس خادم اہل سنت کی طرف سے دعوت مباہلہ شائع ہو چکی ہے یہ فقیر خاک پائے آل رسول ان سطور کے ذریعے براہ راست ''جماعت احمدیہ'' کے سربراہ کو مطلع کرتا ہے کہ وہ جب چاہیں جہاں چاہیں اصول مباہلہ کے مطابق باقاعدہ تمام اہتمام کر کے اس خادم اہلسنت سے مباہلہ کر لیں اور معبود حقیقی جل مجدہ الکریم کا فیصلہ دیکھ لیں، ان شاءاللہ العزیز حق و باطل کا فرق قدرت خود واضح کر دے گی (بندہ کوکب نورانی اوکاڑوی کراچی ۱۲اگست ۱۹۸۸ء)(۴۹)

۳۶) حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۷ء میں لندن کے عالمی اجتماع میں شرکت کر کے اظہار خیال فرمایا اور قادیانی دجل وفریب کا پردہ چاک کر دیا۔۔۔آپ نے اس اجتماع میں قادیانیوں کے مباہلے کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان کیا اور فرمایا کہ!

> ''ان شاءاللہ مرزا قادیانی کی باقیات کو محمد عربی ﷺ کے غلاموں کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہو گی اور ایسا ہی ہوا آپ کامیاب وکامران لندن سے واپس آئے''۔(۵۰)

۳۷) قادیانی جماعت کے ایک وفد نے حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علیشاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ!

> ''آپ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کیساتھ مباہلہ کیوں نہیں کر لیتے ؟ کہ ایک اندھے اور ایک اپاہج یعنی لنگڑے کے حق میں مرزا صاحب دعا کرتے ہیں اور اسی طرح ایک دوسرے اندھے اور اپاہج کے لیے آپ دعا کریں جس کے نتیجہ پر حق و باطل کا فیصلہ ہو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے جواب دیا کہ مرزا صاحب سے کہہ دیں کہ اگر مُردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجائیں لیکن مرزا صاحب آمادہ نہ ہوئے''۔(۵۱)

---ماخذ ومراجع---

۱)اشرف علی تھانوی مولوی: الافاضات الیومیہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۴۰۶ھ ص ۲۶۵

۲)محمد اسماعیل پانی پتی: مقالات سرسید حصہ ہفتم مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۲ء ص ۲۸۸، ۲۸۹

۳)مجلہ معارف رضا کراچی صفر ۱۴۰۳ھ ص ۱۰۸

۴)محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان حصہ اول مکتبہ رضویہ گجرات ۱۹۷۶ء ص ۷۶

۵)ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۲اپریل ۱۹۷۱ء ص ۱۶

۶)ہفت روزہ ''الفقیہہ امرتسر'' سواد اعظم اہلسنت و جماعت کا ترجمان تھا جس نے ۱۹۴۲ء کے اوائل سے امرتسر کے ساتھ لفظ پاکستان کا اضافہ کردیا تھا۔محمد جلال الدین قادری: خطبات آل انڈیا سُنّی کانفرنس مکتبہ رضویہ گجرات ۱۹۷۸ءص ۳۱

۷)ماہنامہ ضیائے حرم لاہور دسمبر ۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت نمبر ص ۴۵

۸)محمد عبدالحکیم شرف قادری علامہ: تذکرہ اکابر اہلسنت مکتبہ قادریہ لاہور ۱۹۷۶ءص ۴۵۴،۴۵۵

۹)محمد حسین بدر حکیم: سات ستارے نوری بک ڈپو لاہور ۱۳۹۹ھ ص ۵۶،۵۷

۱۰)ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ۱۹ تا ۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ءص ۱۳

۱۱)ایضاً ص ۱۳

۱۲)ماہنامہ مہر منیر گولڑہ شریف اگست ۲۰۰۰ء خاتم النبیین نمبر ص ۱۸

۱۳)فیض احمد فیض مولانا: مہر منیر پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ لاہور ۱۹۹۱ءص ۲۳۴

۱۴)ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور اکتوبر ۲۰۰۰ءص ۲۹۱

۱۵)ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی فروری مارچ ۱۸۹۰ءص ۵

۱۶)ماہنامہ رضوان لاہور مارچ اپریل ۱۹۹۳ءص ۷

۱۷)محمد انور قریشی: امام احمد رضا اور فتنہ قادیانیت، مرکزی مجلس رضا لاہور ۲۰۰۱ءص ۲۸،۲۹

۱۸)ماہنامہ السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء امام اہلسنت نمبر ص ۸۰

۱۹)ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی اپریل ۱۹۷۴ءص ۴۸

۲۰)فیض الرسول رضا نورانی صاحبزادہ: افکار نورانی مکتبہ اہلسنت لاہور ص ۶۳،۶۴

۲۱)ماہنامہ القول السدید لاہور مئی ۱۹۹۲ءص ۶۳

۲۲)ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی اگست ستمبر ۱۹۷۲ء ختم نبوت نمبر ص ۱۹

۲۳)ایضاً ص ۲۵،۲۶

۲۴)محمد صدیق ہزاروی مولانا: تعارف علمائے اہلسنت مکتبہ قادریہ لاہور ۱۹۷۹ءص ۱۳۴،۱۳۵

۲۵)ماہنامہ لا نبی بعدی لاہور ستمبر تا نومبر ۲۰۰۳ء مجاہدین ختم نبوت نمبر ص ۲۲۰

۲۶)اقبال احمد فاروقی پیرزادہ: تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۵ءص ۳۳۷

۲۷)ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مئی جون ۱۹۸۵ءص ۲۲

۲۸)محمد عبدالحکیم شرف قادری علامہ: تذکرہ اکابر اہلسنت مکتبہ قادریہ لاہور ۱۹۷۶ءص ۳۳۶

۲۹)ماہنامہ لا نبی بعدی لاہور ستمبر تا نومبر ۲۰۰۳ مجاہدین ختم نبوت نمبر ص ۱۲۲

۳۰)ایضاً ص ۲۲۰

۳۱)ماہنامہ منہاج القرآن لاہور ستمبر ۱۹۸۹ء ص ۲۷، ۲۸

۳۲)ماہنامہ منہاج القرآن لاہور مئی جون ۱۹۹۰ء ڈاکٹر فرید الدین قادری نمبر ص ۱۸۱، ۱۸۲

۳۳)محمد بشیر کوٹلوی مولانا: سنّی علماء کی حکایات فرید بک سٹال لاہور ص ۹۷

۳۴)ماہنامہ لا نبی بعدی لاہور اگست ۲۰۰۵ء ص ۴۰

۳۵)ہفت روزہ الہام بہاولپور ۱۴ نومبر ۱۹۷۴ء ختم نبوت نمبر ص ۱۵

۳۷)ماہنامہ القول السدید لاہور دسمبر ۱۹۹۴ء ص ۲۰۴

۳۸)ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور اکتوبر ۲۰۰۰ء ص ۲۹

۳۹)غلام احمد مولانا: انوار قمریہ، محمد سعید پرنٹ ایکسپرٹ لاہور ۱۹۹۱ء ص ۳۷۶، ۳۷۷

۴۰)اویس علی سہروردی سید: مشائخین سہروردیہ: ادارہ سہروردیہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۵۰، ۵۱

۴۱)غلام احمد مولانا: انوار قمریہ: محمد سعید پرنٹ ایکسپرٹ لاہور ۱۹۹۱ء ص ۱۳

۴۲)پندرہ روزہ ندائے اہلسنت لاہور ۱۶ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۴ء ص ۱۳

۴۳)ماہنامہ ضیائے حرم لاہور دسمبر ۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت نمبر ص ۸۰، ۸۱

۴۴)ہفت روزہ افق کراچی یکم تا ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء ص ۴

۴۵)ہفت روزہ الہام لاہور ۲۸ اپریل ۱۹۸۲ء ص ۶

۴۶)ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی مارچ ۱۹۷۶ء ص ۵۲

۴۷)اقبال احمد فاروقی پیرزادہ: تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۲۱۲ تا ۲۱۴

۴۸)ایضاً ص ۲۱۵

۴۹)ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۲۰

۵۰)ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اپریل ۲۰۰۱ء ص ۷۶

۵۱)فیض احمد فیض مولانا: مہر منیر پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ لاہور ۱۹۹۱ء ص ۲۳۳

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆